عدالت صحابہ کرام کتاب وسنت کی روشنی میں

تحریر : ابو نعمان محمد ارسلان الزبیری

عدالت صحابہ اہل سنت کے نزدیک اعتقادی مسئلہ ہے یا یوں کہیے کہ ضروریات دین میں سے ہے۔

وہ اپنے اس عقیدہ پر کتاب وسنت سے کئی دلائل رکھتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں:

قرآنی دلائل

۱۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا). الفتح:۱۸)

"اللہ تعالیٰ درخت کے نیچے آپ کی بیعت کرنے والے مؤمنوں سے راضی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے باطن کی عدالت وطہارت سے بخوبی واقف ہے، اس نے انہیں اطمینان وسکون نصیب کیا اور عنقریب فتح سے ہمکنار بھی کرے گا۔"

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

وكنا ألفا واربع مائة.

"اس وقت ہم چودہ سو افراد تھے۔)" صحیح البخاري: ۴۱۵۴)

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت بیان کی۔ دل کی خبر صرف اللہ ہی دے سکتا اور یہ باطن کی تعدیل ہے۔ تب ہی اللہ تعالیٰ نے ان سے راضی ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔

علامہ ابن حجر ہیتمی کہتے ہیں:

وَمن رَضِيَ الله عَنهُ تَعَالَى لَا يُمكن مَوته على الْكفْر لِأَن الْعبْرَة بالوفاة على الْإِسْلَام فَلَا يَقع الرِّضَا مِنْهُ تَعَالَى إِلَّا على من علم مَوته على الْإِسْلَام.

"اللہ تعالیٰ جس سے اپنی رضا کا اعلان کر دے، وہ کفر پر فوت نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اللہ کی رضا اسی کے لیے ہو گی، جو اللہ کے علم میں اسلام پر فوت ہو گا، کیوں کہ اعتبار خاتمے کا ہوتا ہے۔)" الصواعق المحرقۃ علی اہل الرفض والضلال والزندقۃ: ۲/۶۰۵)

اس کی تائید اس نبوی فرمان سے ہوتی ہے:

لَا يَدْخُلُ النَّارَ، إِنْ شَاءَ اللهُ، مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ أَحَدٌ، الَّذِينَ بَايَعُوا تَحْتَهَا.

"اللہ نے چاہا تو درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے کوئی بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔" (صحیح مسلم: ۲۴۹۶)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

والرضى من الله صفة قديمة فلا يرضى إلا عن عبد علم أنه يوافقه على موجبات الرضى ومن رضى الله عنه لم يسخط عليه أبدا.....فكل من أخبر الله أنه رضى عنه فإنه من أهل الجنة وإن كان رضاه عنه بعد إيمانه وعمله الصالح فإنه يذكر ذلك في معرض الثناء عليه والمدح له فلو علم أنه يتعقب ذلك ما يسخط الرب لم يكن من أهل ذلك.

"رضا" اللہ تعالی کی صفتِ قدیمہ ہے۔ وہ اسی سے راضی ہوتا ہے، جو اس کے علم میں رضا کے تقاضوں کو پورا کرے گا۔ راضی ہونے کے بعد کبھی اس سے ناراض نہیں ہو گا۔۔۔ اللہ تعالی نے جس کے متعلق اپنی رضا کی خبر دے دی، وہ پکا جنتی ہے۔ قبلِ ایمان اور عمل صالح کے بعد اللہ کی رضا ہو تو یہ مدح وثنا ہے۔ نیز معلوم ہو جائے کہ اس نے رضا کے بعد ایسی معصیت کا ارتکاب کیا، جو اللہ کی ناراضی کا موجب ہو، تو وہ اس مدح کا اہل نہیں ہو گا۔" (الصارم المسلول علی شاتم الرسول، ص ۵۷۲۔۵۷۳)

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَمن أخبرنَا الله عز وَجل أَنہ علم مَا فِي قُلُوبہم رَضِی الله عَنْہُم وَأنزل السكينَۃ عَلَيْہم فَلَا يحل لأحد التَّوَقُّف فِي أمرہم وَلَا الشَّک فيہم الْبَتَّۃَ.

"اللہ تعالی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کی خبر دی، وہ ان سے راضی ہوا اور ان پر تسکین نازل کی، ان کے ایمان میں ذرا برابر شک یا توقف کی گنجائش نہیں۔" (الفصل فی الملل والاھواء والنحل: ۴/۱۴۸)

۲۔ فرمان الٰہی ہے:

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ وَالَّذِينَ مَعَہُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَہُمْ تَرَاہُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاہُمْ فِي وُجُوہِہِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِکَ مَثَلُہُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُہُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَہُ فَآزَرَہُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَى سُوقِہِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِہِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْہُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا). الفتح: ۲۹)

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ آپ کے ساتھی (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کفار پر انتہائی سخت اور آپس میں بے حد مہربان ہیں۔ آپ انہیں رکوع وسجدہ کی حالت میں اپنے مالک ومختار کے فضل اور رضا کے متلاشی پائیں گے۔ ان کی پیشانیوں پر سجدہ کے نشان ہیں۔ ان کی مثال تورات وانجیل میں اس کھیتی کی مانند ہے، جو انگوریاں نکال کر انہیں مضبوط وگنی کرتی ہے اور تناور ہو جاتی ہے۔ کسان کو بھلی لگتی ہے۔ اللہ تعالی نے ان کے ذریعے کافروں کو غیظ وغضب دلایا ہے۔ نیز اس نے مومنوں اور نیکوکاروں سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دیگر انبیاو رسل علیہم السلام کے اصحاب سے افضل ہیں۔ امت محمدیہ کی آسمانی کتابوں میں عظمت بیان ہوئی ہے اور اس امت میں سب سے افضل اور اشرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ بلا شبہ اللہ تعالی نے کتب سماوی میں صحابہ کرام کا ذکرِ خیر فرمایا ہے۔ فرمان باری تعالی ہے] :ذَلِکَ مَثَلُہُمْ فِي التَّوْرَاةِ[....

علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وہذا الوصف لجميع الصحابۃ عند الجُمہور.

"جمہور مفسرین کے ہاں یہ اوصاف جلیلہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تھے۔" (زاد المسیر: ۴/۱۳۸)

۳۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لِلْفُقَرَاءِ الْمُہَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِہِمْ وَأَمْوَالِہِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللهَ وَرَسُولَہُ أُولَئِکَ ہُمُ الصَّادِقُونَ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِہِمْ يُحِبُّونَ مَنْ ہَاجَرَ إِلَيْہِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِہِمْ حَاجَۃً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِہِمْ وَلَوْ كَانَ بِہِمْ خَصَاصَۃٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِہِ فَأُولَئِکَ ہُمُ الْمُفْلِحُونَ وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِہِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّکَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ). الحشر: ۸۔۱۰)

)"مال فے) فقراء مہاجرین صحابہ کا حق ہے، جنہیں بے گھر اور بے زر کر دیا گیا۔ وہ (صحابہ) فضل ورضائے الہی کے طلبگار اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم (کے دین) کے مددگار ہیں، یہی سچے لوگ ہیں۔ (اور مال فے) ان کے لئے بھی ہے، جنہوں نے ان سے قبل (مدینہ) کو مسکن بنایا اور ایمان کو دل میں راسخ کر لیا تھا۔ وہ مہاجرین سے محبت

کرتے ہیں۔ ان کے شرف وفضل پر دل میں حسد نہیں رکھتے، اپنی ضرورت پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ جو بخل سے بچ گی، فوز وفلاح اسی کا مقدر ہے۔ ان (صحابہ) کے بعد مشرف بہ اسلام ہونے والے دعا گو رہتے ہیں، ہمارے رب! ہمیں اور ایمان میں سبقت لے جانے والے ہمارے بھائیوں کو بخش دے اور مومنوں کے بارے میں ہمارے دلوں میں بغض وکینہ پیدا نہ کیجئے، بلاشک تو مشفق ومہربان ہے۔"

اللہ تعالی نے ان آیات میں مال فے کے مستحقین کی صفات واحوال بیان کیے ہیں۔ یہ تین طرح کے لوگ ہیں:

١۔[لِلْفُقَرَاءِ الْمُہَاجِرِين[

٢۔ [وَالَّذِينَ تَبَوَّء ُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِہِمْ[

٣۔ [وَالَّذِينَ جَاء ُوا مِنْ بَعْدِہِم[

مذکورہ بالا آیات سے عیاں ہے کہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سب وشتم کا نشانہ بنائیں، ان کا مالِ فے میں کوئی حصہ نہیں، کیونکہ ان میں [وَالَّذِينَ جَاء ُوا مِن بَعْدِہِمْ ......] والا وصف مفقود ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"أُمِرُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِأَصْحَابِ النَّبىّ صَلَّى اللهُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ فَسَبُّوہُمْ"

"انہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے استغفار کا کہا گیا تھا، لیکن وہ انہیں برا بھلا کہنے لگے۔" (صحیح مسلم: ٣٠٢٢(

امام ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَمن أَسْوَأ حَالا مِمَّن خَالف اللہ وَرَسُولہ وآب بالعصيان لَہما والمخالفۃ عَلَيْہِمَا أَلا ترى أَن اللہ تَعَالَى أمر نبيہ صَلَّى اللَّہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم بِأَن يعْفُو عَن أَصْحَابہ ويستغفر لَہُم ويخفض لَہُم الْجنَاح قَالَ تَعَالَى : (وَلَو كنت فظاً غليظ الْقلب لانفضوا من حولک فَاعْفُ عَنْہُم واستغفر لَہُم وشاورہم فِي الْأَمر)وَقَالَ : (فاخفض جناحک لمن اتبعک من الْمُؤمنِينَ) .فَمن سبہم وأبغضہم وَحمل مَا كَانَ من تأويلہم وحروبہم على غير الْجَمِيل الْحسن، فَہُوَ الْعَادِل عَن أَمر اللہ تَعَالَى وتأديبہ ووصيتہ فيہم، لَا يبسط لِسَانہ فيہم إِلَّا من سوء طويتہ فِي النَّبي صَلَّى اللَّہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم وصحابتہ وَالْإِسْلَام وَالْمُسْلِمين.

"اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مخالف اور نافرمان سے بڑھ کر کون برا ہو سکتا ہے؟ ذرا ملاحظہ فرمایئے کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی کو صحابہ سے در گزر، ان کے لئے استغفار اور نرم گوشہ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے] : وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِکَ فَاعْفُ عَنْہُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَہُمْ وَشَاوِرْہُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّہِ إِنَّ اللَّہَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ "[آپ ترش رو اور سخت دل ہوتے، تو لوگ آپ کے حلقہ بگوش نہ رہتے۔ اپنے صحابہ سے در گزر کریں، ان کے لیے مغفرت ومعافی مانگیں، اہم معاملات میں ان سے مشورہ کریں۔ عزمِ مصمم کے بعد اللہ پر توکل کریں، کیونکہ اسے توکل کرنے والے بہت بھاتے ہیں۔" (آل عمران: ١٥٩(

مزید فرمایا] :وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ)[الشعراء: ٢١٥(

"آپ اپنے مومن متبعین کے لیے نرم گوشہ اختیار کریں۔"

جس نے صحابہ کرام کو برا کہا، ان سے بغض رکھا اور ان کی تاویلات اور جنگوں کو بطورِ مذمت پیش کیا، تو وہ ان کے بارہ میں اللہ کے حکم اور اس کے بیان کردہ ادب ووصیت سے عدول کر رہا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، اسلام اور اہل اسلام کے بارے میں زبان درازی کرتا ہے۔"

)الامامۃ والرد علی الرافضۃ ص ٣٧٥۔٣٧٦(

٤۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُہَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوہُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّہُ

عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِی تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾. التوبة: ١٠٠)

"ایمان میں سبقت واولیت حاصل کرنے والے مہاجرین وانصار اور احسان کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والوں سے اللہ راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔ابد الاباد تک ان کے لیے ایسے باغات کا انتظام کیا ہے، جن کے نیچے دریا جاری ہیں۔یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔"

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فرضی عن السابقين من غير اشتراط إحسان ولم يرض عن التابعين إلا أن يتبعوہم بإحسان". سابقین کے ساتھ رضا کیلئے احسان کی کوئی شرط نہیں، جبکہ بعد والوں کیلئے رضا "اتباع باحسان" کے ساتھ مشروط ہے۔" (الصارم المسلول علی شاتم الرسول ص ٥٧٢)

احسان کے ساتھ اتباع و پیروی کرنے سے مراد صحابہ سے راضی ہونا اور ان کیلئے استغفار کرنا بھی شامل ہے۔

٥۔فرمان خداوندی ہے:

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَئِکَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ.

"فتح مکہ سے قبل خرچ اور قتال کرنے والے کے برابر کوئی نہیں ہو سکتا۔وہ تو فتح مکہ کے بعد خرچ اور قتال کرنے والوں سے کہیں افضل ہیں۔ہاں جنت کا وعدہ دونوں کیلئے ہے۔اللہ تعالی تمہارے اعمال سے بخوبی واقف ہے۔" (الحدید: ١٠)

ثابت ہوا کہ تمام اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم قطعی جنتی ہیں۔

٦۔اللہ کریم فرماتے ہیں:

لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَئُوفٌ رَحِيمٌ﴾. التوبة: ١١٧)

"اللہ تعالی نے محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ مہاجرین وانصار، جو مشکل گھڑی میں آپ کے وفادار ساتھی بنے، سے درگزر فرمایا۔قریب تھا کہ بعض دل کبیدہ خاطر ہو جاتے، مگر اللہ تعالی نے انتہائی شفقت ومہربانی سے انہیں بھی معاف فرمادیا۔"

غزوہ تبوک میں خواتین اور معذوروں کے سوا تمام صحابہ شریک ہوئے۔تین صحابی جو بغیر کسی شرعی عذر کے پیچھے رہ گئے، اللہ نے انہیں معاف فرمادیا۔

حدیثی دلائل

١۔سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ بَيْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، وَبَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ شَيْءٌ، فَسَبَّهُ خَالِدٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَسُبُّوا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِي، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَوْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ.

"سیدنا خالد بن ولید اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کے مابین تنازع ہوا، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کو نامناسب جملہ کہہ دیا۔اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے کسی بھی صحابی پر طعن و تشنیع مت کریں، آپ کا احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرنا ان کے مٹھی بھر جو خرچ کرنے کے اجر کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔" (صحیح البخاري: ٣٦٧٣ و صحیح مسلم: ٢٥٤١ واللفظ لہ)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وكذلک قال الإمام أحمد وغيره: كل من صحب النبي ﷺ سنة أو شهرا أو يوما أو رآه مؤمنا به فهو من أصحابه له من الصحبة بقدر ذلک.فإن قيل: فلم نهي خالد عن أن يسب أصحابه إذا كان من أصحابه أيضا؟ وقال: "لو أن أحدكم

أنفق مثل أحد ما بلغ مد أحدبم ولا نصيفہ". قلنا : لأن عبد الرحمن بن عوف ونظراء ہ بم من السابقين الأولين الذين صحبوه في وقت كان خالد وأمثالہ يعادونہ فيہ وأنفقوا أموالهم قبل الفتح وقاتلوا وبو أعظم درجۃ من الذين أنفقوا من بعد الفتح وقاتلوا وكلا وعد الله الحسنى فقد انفردوا من الصحبۃ بما لم يشركہم فيہ خالد ونظراؤه ممن أسلم بعد الفتح الذي بو صلح الحديبية وقاتل أن يسب أولئک الذين صحبوه قبلہ ومن لم يصحبہ قط نسبتہ إلى من صحبہ كنسيۃ خالد إلى السابقين وأبعد.

"امام احمد بن حنبل اور دیگر ائمہ محدثین رحمہم اللہ بھی اسی کے قائل ہیں کہ جس نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سال، ایک ماہ یا ایک دن صحبت کا شرف حاصل کیا یا صرف ایمان کی حالت میں دیدار نصیب ہوا، وہ صحابی شمار ہو گا، لیکن مقدار صحبت میں فرق ہو گا۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو صحابہ کے بارے میں طعن سے منع کیا، جبکہ وہ خود بھی صحابی ہیں؟ ہمارا جواب یہ ہو گا کہ سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ سابقین اولین میں سے ہیں۔ یہ تو اس سمے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی تھے، جب سیدنا خالد بن ولید وغیرہ رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاندین میں سے تھے۔ ان سابقین اولین نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور قتال کیا ہے، مگر ہر ایک سے جنت کا وعدہ ہے۔ چونکہ سیدنا عبد الرحمن بن عوف وغیرہ رضی اللہ عنہم کو شرف صحابیت کے ساتھ ساتھ ایک منفرد خوبی بھی حاصل ہے، جس میں سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور فتح مکہ یعنی صلح حدیبیہ کے بعد قبول اسلام اور قتال کرنے والے شریک نہیں ہیں، لہذا ان سے قبل شرف صحبت حاصل کرنے والوں پر طعن سے منع فرمادیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نہ پانے والوں کی نسبت صحبت پانے والوں کے ساتھ ویسے ہی ہے، جیسے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سابقین واولین صحابہ کی ساتھ ہے۔ اسی طرح بعد والوں کی پہلوں کے ساتھ۔" (الصارم المسلول علی شاتم الرسول ص۵۷۶)

۲۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

وَمَا يُدْريک لَعَلَّ اللهَ اطَّلَعَ عَلَى أَہْل بَدْر فَقَالَ : اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ، فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ.

"کیا آپ جانتے نہیں! اللہ تعالی نے بدریوں پر جھانک کر فرمایا: جو چاہو کرو، میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔" (صحیح البخاري:۳۹۸۳و صحیح مسلم: ۲۴۹۴)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قيل : الامر في قولہ }إعملوا{ للتكريم، وأن المراد أن كل عمل عملہ البدري لا يؤخذ بہ لہذا الوعد الصادق. وقيل : المعنى إن أعمالهم السيئۃ تقع مغفورة، فكانما لم تقع.

"ایک قول کے مطابق مذکورہ حدیث میں امر (اِعملوا) تکریم کے لیے ہے۔ مراد یہ ہے کہ اہل بدر کی ہر خطا معاف ہے۔ ایک قول میں بدریوں کی خطائیں واقع ہوتے ہی معاف کر دی گئیں، گویا کہ ان سے صادر ہی نہیں ہوئیں۔"

)معرفۃ الخصال المکفرۃ ص۳۱و فتح الباري:۴/۲۵۲(

حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ الْعُلَمَاءُ: مَعْنَاهُ الْغُفْرَانُ لَہُمْ فِي الْآخِرَةِ وَإِلَّا فَإِنْ تَوَجَّہَ عَلَى أَحَدٍ مِنْہُمْ حَدٌّ أَوْ غَيْرُهُ أُقِيمَ عَلَيْہِ فِي الدُّنْيَا وَنَقَلَ الْقَاضِي عِيَاضٌ الْإِجْمَاعَ عَلَى إِقَامَۃِ الْحَدِّ وَأَقَامَہُ عُمَرُ عَلَى بَعْضِہِمْ قَالَ : وَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ مِسْطَحًا الْحَدَّ وَكَانَ بَدْرِيًّا.

"اہل علم کہتے ہیں کہ اس سے آخرت میں معافی مراد ہے، ورنہ بدری پر حد واجب ہو جاتی، تو دنیا میں حد قائم ہو جاتی۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہنے (سیدنا قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ) پر حد قائم کر کے فرمایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سیدنا مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ پر باوجود بدری ہونے کے حد قائم کی تھی۔"

)شرح صحیح مسلم:۱۶/۵۷،۵۶(

شیخ الاسلام ثانی، عالم ربانی، ابن قیم جوزیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالله أعلم أَن ہَذَا خطاب لقوم قد علم الله سُبْحَانَہُ أنّہم لَا يفارقون دينہم بل يموتون على الْإِسْلَام وَأَنَّہُمْ قد يقارفون بعض مَا يقارفہ غَيرہم من الذُّنُوب وَلَكِن لَا يتركہم سُبْحَانَہُ مصرّين عَلَيْہَا بل يوفّقہم لتوبۃ نصوح واستغفار وحسنات تمحو أثر ذَلِک وَيكون تخصيصہم بِہَذَا دون غَيرہم لِأَنَّہُ قد تحقق ذَلِک فيہم وَأَنَّہُمْ مغْفُور لَہُم وَلَا يمْنَع ذَلِک كَون الْمَغْفِرَة حصلت بِأَسْبَاب تقوم بہم كَمَا لَا يَقْتَضِي ذَلِک أَن يعطّلوا الْفَرَائِض وثوقا بالمغفرة فَلَو كَانَت قد حصلت بِدُونِ الِاسْتِمْرَار على الْقيام بالأوامر لما احتاجوا بعد ذَلِک إِلَى صَلَاة وَلَا صِيَام وَلَا حج وَلَا زَكَاة وَلَا جِہَاد وَہَذَا محَال.

"اللہ اعلم! یہ خطاب ان سے ہے، جو اللہ کے علم میں مرتد ہو کر فوت نہیں ہوں گے، دوسروں کی طرح ان سے بھی گناہوں کا سرزد ہونا ممکن ہے، لیکن اللہ تعالیٰ انہیں گناہ پر مصر نہیں رہنے دیتا، بلکہ سچی توبہ واستغفار یا گناہوں کو مٹا دینے والی نیکیوں کی توفیق خاص سے نوازتا ہے۔ اس طرح اہل بدر دوسروں سے ممتاز ہیں، کیوں کہ ان خصائل جمیلہ کی بنا پر وہ مغفور ہیں۔ یقیناً ان کی مغفرت کا موجب ان میں موجود چند اوصاف ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ فرائض کے تارک بن جائیں۔ یہ مغفرت اوامر و نواہی کے قیام کے بغیر ہی حاصل ہو جاتی ہوتی، تو انہیں اس کے بعد کسی نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور جہاد وغیرہ کی چنداں ضرورت نہ تھی۔" (الفوائد، ص ١٦)

٣۔ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خير أمتي قرني، ثم الذين يلونہم، ثم الذين يلونہم، قال عمران : فلا أدريأذكر بعد قرنہ قرنين أو ثلاثا؟

"میرے امت کے بہترین لوگ میرے زمانہ کے ہیں، پھر بعد والے، پھر ان کے بعد والے۔ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے یہ ازبر نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانے کے دو زمانوں کا ذکر فرمایا یا تین کا۔"

(صحیح البخاري: ٣٦٥٠، صحیح مسلم: ٥٢٥٣)

٣۔ سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

النُّجُومُ أَمَنَۃٌ لِلسَّمَاءِ، فَإِذَا ذَہَبَتِ النُّجُومُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوعَدُ، وَأَنَا أَمَنَۃٌ لِأَصْحَابِي، فَإِذَا ذَہَبْتُ أَتَى أَصْحَابِي مَا يُوعَدُونَ، وَأَصْحَابِي أَمَنَۃٌ لِأُمَّتِي، فَإِذَا ذَہَبَ أَصْحَابي أَتَى أُمَّتِي مَا يُوعَدُونَ.

"ستارے آسمان کی امان ہیں، جب یہ جھڑ جائیں گے، تو آسمان تباہ ہو جائے گا۔ میں آپ کی امان ہوں، میرے جانے کے بعد آپ فتنوں سے دوچار ہو جائیں گے اور میرے صحابہ میری امت کے لیے امان ہیں، یہ فوت ہو گئے، تو میری امت کو فتنے آن لیں گے۔" (صحیح مسلم: ٢٥٣١)

٥۔ سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَزَالُونَ بِخَيْرٍ مَا دَامَ فِيكُمْ مَنْ رَآنِى وَصَاحَبَنِى، وَاللَّهِ لَا تَزَالُونَ بِخَيْرٍ مَا دَامَ فِيكُمْ مَنْ رَأَى مَنْ رَآنِى وَصَاحَبَ مَنْ صَاحَبَنِي.

"آپ خیر پر رہیں گے، جب تک میرا کوئی صحابی حیات رہے گا۔ اللہ کی قسم! جب تک آپ میں تابعی زندہ رہے گا، خیر پر ہی رہیں گے۔

(مصنف ابن أبي شيبة: ح ٣٢٤١٧، السنۃ لابن أبي عاصم: ٢/٦٣٠، وسندہ، حسنٌ)

٦۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

آیۃ الایمان حب الانصار، وآیۃ النفاق بغض الانصار.

"ایمان کی علامت انصار سے محبت ہے، نفاق کی علامت انصار سے بغض ہے۔"

) صحیح البخاري: ۱۷، صحیح مسلم: ۷۴(

مزید ارشاد فرمایا: لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ.

"ان سے مؤمن ہی محبت کرتے ہیں اور منافق ہی بغض رکھتے ہیں۔"

) صحیح البخاري: ۳۷۸۳، صحیح مسلم: ۷۵(

7۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: لا تمس النار مسلما رآنی اورای من رآنی۔ "اس مسلمان کو آگ نہیں چھو سکتی، جس نے مجھے دیکھا یا مجھے دیکھنے والے (صحابی) کو دیکھا۔" سنن الترمذی: 3858، وسندہ حسن(

مذکورہ دلائل کا خلاصہ

ذکر کردہ قرآنی وحدیثی دلائل سے مندرجہ ذیل فوائد اخذ ہوتے ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ظاہری وباطنی تزکیہ فرمایا ہے۔ مثلا ظاہری عدالت میں اعلی اخلاق حمیدہ سے متصف کرنا۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے]: أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ)[الفتح: ۲۹) اور فرمایا:[وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ] (الحشر: ۸) نیز اللہ کا فرمان ہے]: وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ) [الحشر: ۹(

صحابہ کی باطنی عدالت کا معاملہ صرف اللہ علیم بذات الصدور ہی جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے کھرے پن اور نیک نیتی سے ہمیں باخبر کیا ہے۔ مثلا اللہ تعالیٰ کے فرامین عالی شان ہیں:

۱۔
فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ .(الفتح : ۱۸(
۲۔ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ .(الحشر: ۹(
۳۔ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا .(الفتح : ۲۹(
۴۔ لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ .(التوبۃ : ۱۱۷(

آخری آیت میں اللہ تعالی نے صحابہ کرام کی نیک نیتی اور سچی توبہ کی بنا پر گناہ بخشی فرمادی، کیونکہ توبہ دلی معاملہ ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ظاہری وباطنی خوبیوں کی توفیق خاص سے نوازا ہے، اس لیے تو ان پر اپنی رضا، ان کی توبہ قبول کرنے اور ان کو جنت کی ضمانت دینے سے آگاہ کیا ہے۔

۳۔ مذکورہ دلائل میں اللہ تعالیٰ کا صحابہ کے لیے استغفار کا حکم، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کی تکریم، حقوق کی حفاظت اور ان سے محبت کا حکم دینا اور ان سے بغض وعناد سے منع کرنا، بل کہ ان سے محبت کو علامت ایمان اور بغض کو علامت نفاق قرار دینا، عدالت صحابہ کا پتہ دیتا ہے۔

۴۔ ان فضائل کے بعد صحابہ کرام کا خیر القرون ہونا اور اس امت کے لیے امن وامان ہونا، ایک طبعی حقیقت ہے۔ یوں امت کے لیے ان کی اقتدا واجب ہے، بل کہ جنت کا یہی واحد راستہ ہے۔ جیسا کہ سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عليكم بسنتي وسنة الخلفاء المهديين الراشدين.

"میرے اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو اختیار کریں۔"

)مسند احمد: ۱۷۱۴۲، سنن الترمذي: ۲٦۷٦، سنن ابن ماجۃ: ۴۳، وسندہ، صحیح(